۱۴۷

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۸۵۱

الفضل

اللہ اکبر — قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۱	۲۷ اگست ۱۹۳۳ء	مطابق	یوم یکشنبہ	۴ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ	نمبر ۲۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۲۴ جولائی صبح کے ساڑھے سات بجے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طرف سے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو ۲۳ جولائی کے پونے پانچ بجے کا پالم پور سے دیا ہوا تار موصول ہوا جسمیں لکھا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت بعارضہ انفلوئنزا علیل ہے۔ اور بخار ایک سو تین درجہ کا ہے۔ اس سے بہت تشویش پیدا ہو گئی۔ صدقہ دیا گیا۔ اور دعائیں کی گئیں۔ ایک بجے دوسرا تار موصول ہوا۔ جس میں لکھا تھا۔ آج صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ درجہ حرارت ۹۹ ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی اہلیہ زہرا خاتون صاحبہ کا بچہ پیدا ہونے پر ۲۲ جولائی کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جنازہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھایا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ ۲۴ اگست مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی محمد سلیم صاحب نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے شملہ روانہ کئے گئے۔ جہاں غیر احمدیوں سے مناظرہ قرار پایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

کانفرنس اتحاد مذاہب شکاگو کے افتتاح کیلئے

خدا تعالیٰ کا نور ہر قوم اور ہر ملک میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں گزشتہ سال ورلڈ فیلوشپ آف فیتھس شکاگو یعنی کانفرنس اتحاد مذاہب کے وائس پریذیڈنٹ Rabbi Stephen S. Wise. کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی۔ جس میں درخواست کی گئی تھی۔ کہ شکاگو میں جون لغایت نومبر ۱۹۳۳ء منعقد ہونے والے دوسرے اجتماع عالم کے دوران میں جو کانفرنس اتحاد مذاہب کے اجلاس ہونے

والے ہیں۔ ان میں بذاتِ خود شریک ہو کر منتظمین کی عزت افزائی فرمائیں۔ لیکن اگر شمولیت کے مقررہ عرصہ ۲۷ اگست تا ۱۰ ستمبر تک آپ کا شکاگو تشریف لانا کسی طرح ممکن نہ ہو۔ تو براہ نوازش اپنی طرف سے ایک یا دو نمائندوں کو اس میں شرکت کا ارشاد فرمائیں؛

اس پر حضور کی طرف سے جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم اے اور جناب میاں محمد یوسف صاحب احمدی مبلغین امریکہ کو لکھ دیا گیا۔ کہ وہ اس کانفرنس مذاہب میں شریک ہوں۔ اس کے بعد Mr Charles Fredric Weller General Executive. کی طرف سے حضور کی خدمت میں یہ درخواست موصول ہوئی۔ کہ

We shall appreciate a Cabled message from you for our opening meeting on August 27

یعنی ۲۷۔ اگست کو ہمارے جلسہ کا جو افتتاح ہونے والا ہے۔ اس کے متعلق اگر اپنا پیغام بذریعہ تار ارسال فرمائیں۔ تو ہم نہایت شکر گزار ہوں گے؛

اس درخواست کو منظور فرماتے ہوئے حضور نے حسب ذیل پیغام رقم فرمایا۔ جو پرائیویٹ سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۲ اگست بذریعہ تار ارسال فرمایا:۔

"مجھے ورلڈ فیلوشپ آف فیتھ کے مقاصد سے بے انتہا دلچسپی ہے۔ کیونکہ اس کے مقصد میں مَیں اس اعلان کی تکمیل دیکھتا ہوں جو تیرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا یعنے کوئی قوم نہیں جس میں نبی نہ گزرا ہو۔ اور یہ کہ محض بدی کبھی دُنیا میں قائم نہیں رہ سکتی۔ وُہ مذاہب جو سینکڑوں ہزاروں سال تک علے الاعلان اپنی تعلیم پیش کرتے رہے ہیں۔ اور لاکھوں آدمیوں سے والہانہ فرمانبرداری کراتے رہے ہیں۔ ممکن ہی نہیں کہ کسی گندے سرچشمہ سے نکلے ہوں۔ یا اپنا سب حُسن کھو چکے ہوں مَیں ان لوگوں میں سے نہیں۔ جن کا یہ عقیدہ ہو۔ کہ ہر راستہ پر چل کر خدا مل سکتا ہے۔ لیکن مَیں یقین رکھتا ہوں۔ کہ روشنی کے مینار تک پہنچانے کے لئے روشن سڑکوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو شخص سڑکوں کو اندھیرا کرتا ہے۔ وُہ مینار کو بھی ویران کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس جو شخص دُوسرے مذاہب کی عیب جوئی میں اپنے مذہب کی فتح دیکھتا ہے۔ وُہ نادان ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کا نور ہر قوم اور ہر ملک میں کسی نہ کسی صُورت میں موجُود نہیں۔ تو لوگ بینائی کھو بیٹھیں گے۔ اور جب بینائی جاتی رہے۔ تو نور کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ پس جو جماعت لوگوں کو اس صداقت سے آگاہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ کہ ہر مذہب میں خوبیاں موجُود ہیں۔ وُہ صداقت کا جھنڈا کھڑا رکھنے کے لئے ایک بہت بڑی خدمت کرتی ہے۔ اور اس وجہ سے ورلڈ فیلوشپ آف فیتھس میرے نزدیک دُنیا کی ایک اہم ترین خدمت کر رہی ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس کی کوششوں کو دُنیا کے ہر حصہ میں وسیع کیا جائے میں امام جماعت احمدیہ ہونے کی حیثیت میں انہیں اس کام کے لئے ہر ممکن امداد دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس وقت خدا تعالےٰ کا ارادہ بھی ان کی کوششوں کی تائید میں ہے آسمان کے فرشتے صُلح کی قرنا پھونک رہے ہیں۔ جو آج اس آواز کو نہیں سُنتا۔ وُہ کل سُنے گا۔ اور جو کل نہیں سُنتا۔ وُہ پرسوں سُنیگا۔ مگر سُنیگا ضرور۔ پس مبارک ہیں وُہ جو پہلی ہی آواز پر جنگی ہتھیار زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ اور صُلح کا ہاتھ اپنے بھائیوں کی طرف بڑھاتے ہیں۔ کیونکہ اُنہی کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہوگا۔ اور وُہی آسمانی بادشاہت کے وارث ہونگے"؛

"الفضل" کے نامہ نگار

جماعت اور سلسلہ سے تعلق رکھنے والے ایسے اہم اور ضروری مُعاملات جن کی اشاعت مفید خیال کی جائے۔ عمدہ پیرایہ میں قلمبند کر کے جلد سے جلد اشاعت کے لئے بھیجنے کے لئے بڑے بڑے مقامات پر نامہ نگاروں کے تقرر کی جو تجویز پیش کی گئی تھی اس کے متعلق جہاں بعض اہم مقامات کی جماعتوں نے توجہ نہیں کی۔ وہاں بعض دیہاتی اور بہت چھوٹی جماعتوں نے تحریریں بھیجی ہیں۔ چونکہ ابھی یہ سلسلہ تجربتاً عارضی طور پر شروع کیا جارہا ہے اس لئے فی الحال حسب ذیل جماعتوں کے نامہ نگاروں کی منظوری کا اعلان کیا جاتا ہے:۔

۱۔ بٹالہ شیخ عبدالقیوم صاحب۔
۲۔ گوجرانوالہ مرزا محمد شریف بیگ صاحب۔
۳۔ وزیر آباد چودھری عزیز اللہ صاحب وکیل۔
۴۔ پشاور مولوی عبدالکریم صاحب۔
۵۔ فیروزپور مولوی محمد علی صاحب۔
۶۔ چھاؤنی جالندھر حکیم فقیر احمد صاحب۔
۷۔ لدھیانہ سید عبدالرحیم صاحب۔
۸۔ انبالہ شیخ محمد بشیر صاحب۔
۹۔ کلکتہ سید کریم بخش صاحب۔
۱۰۔ سونگھڑہ سید محمد احمد صاحب۔

امید ہے۔ کہ یہ اصحاب محنت اور کوشش سے نامہ نگاری کے فرائض ادا کر کے شکریہ کا موقعہ دینگے۔ ہر وُہ بات جو سلسلہ اور احباب جماعت سے تعلق رکھتی۔ اور اس کی اشاعت مفید ہو سکتی ہو یا ہر وہ بات جس کی اشاعت کسی نہ کسی رنگ میں مقامی جماعت یا کسی احمدی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتی ہو۔ مختصر اور صاف الفاظ میں لکھ کر جلد سے جلد ارسال کر دینی چاہیئے۔ ان اصحاب میں سے جو صاحب چاہیں۔ اپنے نام مفت اخبار الفضل جاری کرا سکتے ہیں؛

اندرونِ ہند میں اجازتِ بیعت کے متعلق اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت عام اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضور کی طرف سے تمام ہندوستان میں کسی صاحب کو بھی بیعت لینے کی اجازت نہیں ہے، اگر کسی جماعت کی طرف سے اس کے خلاف کوئی شکایت پہونچی۔ تو اس پر بازپرس کی جائیگی۔ خاکسار یوسف علی۔ پرائیویٹ سیکرٹری

شانِ جماعتِ احمدیہ

مرحبا اے قومِ احمدؑ مرحبا
خوش ادا کردی تو حقِ چاکری

قوم ہائے بے عدد اندر جہاں
دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ایں چنیں بُو داشت رسمِ عاشقاں
عاشقی باشد سرورِ زندگی

ایں چنیں ایثار ویں رسمِ وفا
بُود در قومِ مسیحِ ناصری

بعد ازاں ایں سرفروشی ہائے دیں
در عرب بنمودہ اصحابِ نبیؐ

تو کہ ہستی وارثِ ایں ہر دو قوم
خوش بُود از تو چنیں نام آوری

رونق از تو یافت حُسنِ بے نقاب
گشت کُند از دید از تو یاوری

جاہلاں لیکن ز حالت بے خبر
میگزارند عمرِ خود در کاہلی۔

(گوہر۔ بی۔ اے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

ایک قاتل کا عدالت میں بیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے ارادہ سے قادیان آنے کا اعتراف

چند دن ہوئے۔ ایک دیسی عیسائی جے میتھیوز کا جو اپنی بیوی کو قتل کرنے کے جرم میں سشن سپرد تھا۔ جہاں سے اسے پھانسی کی سزا مل چکی ہے۔ وہ بیان اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ جو اس نے مسٹر مارٹن سشن جج لاہور کی عدالت میں ۱۰ اگست کو دیا۔ اور جس میں اس نے اعتراف کیا تھا۔ کہ ایک دفعہ وہ پستول لے کر قادیان میں اس نیت اور ارادہ سے آیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر قاتلانہ حملہ کرے۔ چونکہ اخبارات میں عموماً خلاصۂ بیان شائع ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے مختصر خبر شائع کرتے ہوئے مفصل طور پر لکھنے کے لئے اس بات کا انتظار کیا۔ کہ اصل بیان مصدقہ عدالت حاصل ہو جائے۔ لیکن وہ ابھی تک نہیں مل سکا۔ اس لئے اخبارات میں شائع شدہ الفاظ کی بناء پر ہی اس معاملہ کی اہمیت کو پیش کیا جاتا ہے:۔

قاتل کا بیان

ملزم نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"ایک دن میں بٹالہ گیا۔ جہاں ایک قادیانی کی تقریر سنی جس میں اس نے مرزا صاحب کے بعض دعاوی بیان کئے۔ جن کے رو سے مرزا صاحب نے یہ دعوےٰ کیا تھا۔ کہ جو لوگ انہیں مسیح موعود نہیں مانتے۔ وہ کتیوں کے بچے ہیں۔ چونکہ ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے۔ اس لئے وہ گالی ہم پر بھی عائد ہوتی ہے۔ اس لئے میرے جذبات کو ٹھیس لگی۔ اور میں موجودہ خلیفہ کو ہلاک کرنے کی غرض سے قادیان گیا۔ اس وقت پستول میرے پاس تھا۔ لیکن موجودہ مرزا صاحب وہاں موجود نہ تھے۔ اور باہر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے میں ناکام واپس آیا"۔

ملزم کی صریح غلط بیانی

ان الفاظ میں قاتلانہ حملہ کرنے کی نیت سے آنے کی جو وجہ بتائی گئی ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ سراسر غلط اور جھوٹی ہے کیونکہ نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نہ ماننے والوں کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کئے۔ اور نہ کوئی احمدی اس طرح کہہ سکتا ہے:۔

ملزم کی یہ بات اس لحاظ سے بھی بالکل غلط ثابت ہوتی ہے کہ بٹالہ وہ جگہ ہے۔ جہاں احمدی ایک عرصہ سے نہایت مظلومیت اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور مخالفین کا اس قدر زور ہے کہ وہ جلوس نکال کر کھلم کھلا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدزبانی اور بدگوئی کرتے پھرتے۔ حتیٰ کہ احمدیوں کے مکانوں پر جا کر انتہا درجہ کی فحش گوئی سے کام لیتے رہے۔ اور ان پر حملہ آور بھی ہو چکے ہیں۔ اور یہ واقعات افسروں تک پہنچ چکے ہیں۔ جہاں احمدی اس درجہ مظلوم ہوں۔ جہاں انہیں اس طرح ستایا۔ اور دکھ دیا جاتا ہو۔ جہاں ان کی عزت و آبرو اس قدر خطرہ میں ہو۔ جہاں ان کے ہادی و پیشوا کے متعلق ان کے سامنے بد سے بدتر الفاظ استعمال کئے جاتے ہوں۔ مگر وہ اس کا کوئی انسداد نہ کر سکتے ہوں۔ وہاں کے متعلق یہ کہنا۔ کہ ایک احمدی ایک ایسی کھلی جگہ جہاں ہر ایک جا سکتا۔ اور تقریر سن سکتا تھا۔ تقریر کرتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔ کہ جو لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے۔ وہ کتیوں کے بچے ہیں۔ ایک ایسا افتراء اور ایسی غلط بیانی ہے۔ جسے کوئی سمجھ [illegible] ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ اول تو جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کوئی احمدی کسی جگہ بھی یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ لیکن احمدیت کے متعلق بٹالہ کی فضا کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور وہاں احمدیوں کی مظلومیت کو دیکھتے ہوئے تو کسی مخالف کو بھی یہ افتراء پردازی کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ جو ملزم مذکور نے کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمدیت کے متعلق اس کا دل اس قدر بغض و کینہ سے بھرا ہوا ہے۔ یا بھر دیا گیا ہے۔ کہ وہ قاتلانہ حملہ کرنے کے ارادۂ بد کا اعتراف کرتے ہوئے اس ارادہ کی بنیاد ایسی افتراء پردازی کو قرار دیتا ہے جس سے اور لوگوں کو بھی جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کر سکے:۔

ملزم کی بیان کردہ وجہ ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے بیان میں یہ کہا۔ کہ جب میں اپنی بیوی کو قتل کرنے کے لئے وہاں گیا۔ جہاں وہ رہتی تھی۔ تو اس نے مجھے کہا۔ کہ میں اس کے گھر سے نکل جاؤں مجھے اپنی بے عزتی پر غصہ آیا۔ اور اس چاقو سے جو میرے پاس موجود تھا۔ اس کے پیٹ اور گردن پر وار کئے۔ اور اسے ہلاک کر دیا"۔ حالانکہ اسی بیان میں اس نے خود تسلیم کیا ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ سے اپنی بیوی کو ہلاک کرنے۔ اور اس کے لئے سامان ہلاکت مہیا کرنے میں مصروف رہا:۔

مجرمانہ ارادہ سے قادیان آنے کی اصل وجہ

چونکہ ملزم کے قاتلانہ حملہ کی غرض سے آنے کی بیان کردہ وجہ بالکل غلط۔ اور سراسر جھوٹ ہے۔ اس لئے یہی کہنا پڑے گا۔ کہ اس کا مجرمانہ ارادہ ویسا ہی تھا۔ جیسا کہ ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کے پیاروں اور حق و صداقت کی اشاعت کرنے والوں کے خلاف ناراستی اور گمراہی کے فرزندوں کے دلوں میں پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اس کو عمل میں لانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جب بھی دنیا کو ضلالت اور بے دینی سے نکالنے کے لئے کوئی سلسلہ قائم کیا۔ اس وقت جہاں ظاہرہ طور پر اس کی مخالفت کا طوفان ہر طرف سے امڈ آیا۔ وہاں ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہے۔ جو خفیہ طور پر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو مٹانے۔ اور اس سلسلہ کے راہ نما کی جان لینے کے منصوبے کرتے رہے۔ اور اس طرح دنیا کو اس عظیم الشان نعمت سے محروم کر دینے میں کوشاں رہے۔ جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے نازل کرتا:۔

رسول کریمؐ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے منصوبے

اور تو اور صداقت اور روحانیت کے اس عظیم الشان سورج کو بھی جس سے بڑھ کر ظلمت میں پڑی ہوئی دنیا کے لئے روحانی روشنی نہ کسی نے ظاہر کی۔ اور نہ کر سکتا ہے۔ دنیا سے پوشیدہ کرنے والے کھڑے ہوئے۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات پر بھی قاتلانہ حملہ کرنے کے بارہا منصوبے کئے گئے۔ اور بارہا کوششیں کی گئیں:۔

حضرت مسیح موعودؑ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی سازشیں

پھر خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی [illegible] کے لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ تو آپ کی ساری زندگی میں بھی مخالفین اس قسم کی کوششوں میں مصروف رہے آپ کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں۔ اور اس ناپاک ارادہ کو عمل میں لانے کے لئے آدمی تجویز کئے گئے جو قادیان بھی پہنچے۔ مگر ناکام رہے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق مجرمانہ ارادہ رکھنے والے

پس جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور آپؐ کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خلاف ایسے لوگ کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ جن کی غرض جان لینا تھی۔ تو اب بھی ایسے لوگوں کا پایا جانا جو جماعت احمدیہ کے پیشوا کے متعلق مجرمانہ منصوبہ بازیوں میں مصروف ہوں۔ کوئی نئی بات نہیں۔ البتہ قابلِ رنج و افسوس ضرور ہے۔

نا راستی پسندوں کی جفا کاری

جماعت احمدیہ نہایت دردمندی اور اخلاص کے ساتھ نہایت محبت اور پیار کے ساتھ از راہ ہمدردی و خیر خواہی دُنیا کے سامنے وہ صداقت اور حقانیت پیش کر رہی ہے۔ جسے مخلوقِ خدا کے لئے نہ صرف اس دُنیا کی۔ بلکہ آخرت کی زندگی کی بہتری و بھلائی کا موجب سمجھتی ہے۔ اس کے لئے اپنے اموال خرچ کر رہی ہے۔ وہ اموال جو اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے پیٹ کاٹ کر مہیا کرتی ہے۔ ہر قسم کی جسمانی تکالیف برداشت کر رہی ہے۔ دور دراز ملکوں میں اپنے مجاہد بھیج کر صراطِ مستقیم کی طرف لوگوں کو لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ غرض اس دُنیا میں امن و امان۔ تسلّی اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے۔ اور اگلے جہان میں اپنے خالق و مالک کی رضا۔ اور قرب حاصل کرنے کا طریق اہلِ جہان کو بتانے کے لئے جماعت احمدیہ ہمہ تن مصروف ہے۔ ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگوں کی خیر خواہی اس کے پیش نظر ہے۔ اور وہ نہایت روادارانہ۔ اور صلح کارانہ اصول پیش کرتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے اہلِ دُنیا کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ نہ صرف ظاہری طور پر اس کی ہر ممکن طریق سے مخالفت کرتے ہیں۔ خدا کی راہ میں صداقت کا جھنڈا لے کر کھڑے ہونے والے احمدیوں کو دردانگیز اور ہیبت ناک طریق سے شہید کیا جاتا ہے بلکہ خفیہ طور پر اس بات کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو زندگی کی رُوح سے محروم کر دیا جائے۔ اور مجاہدین فی سبیل اللہ سے ان کا فتح نصیب قائدِ اعظم چھین لیا جائے۔

مخالفین کا بغض و عناد

اس قسم کی کوششیں آج نہیں۔ بلکہ اسی وقت سے کی جا رہی ہیں جبکہ خدا تعالےٰ نے سلسلۂ احمدیہ قائم کیا۔ اور جُوں جُوں وہ اپنے فضل اور رحم سے جماعت احمدیہ کو کامیابی عطا کرتا گیا مخالفین کی ان مجرمانہ کوششوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ علی الاعلان عدالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے ارادہ سے قادیان آنے کا اقرار کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بعض مخالفین کے دلوں میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق کسقدر بغض اور عداوت جاگزین ہے اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس میں کس طرح اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

ہم ڈرنے والے نہیں

ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے مخالفین کی اس قسم کی حرکات سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ہم اُس رسول کی اُمت ہیں۔ جس نے اس وقت جبکہ غیظ و غضب سے بھرا ہوا دُشمن سر پر کھڑا تھا۔ اور آپؐ ظاہری سامانِ حفاظت سے بالکل تہی دست ایک گڑھے میں بیٹھے تھے اپنے ساتھی سے کہا تھا۔ لاتحزن ان اللہ معنا۔ خوف کا کونسا مقام ہے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور پھر جس نے اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کے خوف و خطر سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز کر دیا۔ پھر ہم اُس برگزیدۂ خدا کی جماعت ہیں۔ جسے خدا تعالےٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب عطا کیا۔ اور خدا تعالےٰ سے بڑھ کر سچّا خطاب دینے والا کون ہے۔ آپؑ نے بھی خدا کی راہ میں ہر قسم کے خوف کو ہیچ سمجھنا اپنے ماننے والوں کے لئے لازمی رکھا۔ جب جماعت احمدیہ ایسے افراد پر مشتمل ہے۔ تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جس ہستی کے سپرد خدا تعالےٰ نے ایسی جماعت کی قیادت فرما رکھی ہے۔ اس کی شان کس قدر بلند ہے۔ اور اس کی نگاہ میں حق و صداقت کے مقابلہ میں پیش آنے والے دنیاوی خطرات کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

ناکام دُشمن کے بد ارادے

لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ مخالفین ہر پہلو سے شرارت اور نقصان رسانی کی کوشش میں لگے ہُوئے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد سعادت مہد میں احمدیت کو مذہبی لحاظ سے جو فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ اور اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کو جو شکست فاش نصیب ہو رہی ہے۔ اس نے ان مخالفین کے منصوبوں اور خفیہ سازشوں میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ وُہ چونکہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ نہ صرف اسلام کے مجاہدین اور اپنا مال و جان قربان کرنے والوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ بلکہ اسلام اکنافِ عالم میں بھی پھیل رہا۔ اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو اسلامی جھنڈے کے نیچے لا رہا ہے۔ اور اس طرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دیرینہ منصوبے خاک میں مل رہے ہیں۔ اس لئے وُہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے متعلق وہی طریق اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ جو راستی اور صداقت کے دشمن اپنی ناکامی و نامرادی کے ہاتھوں تنگ آ کر کرتے رہے ہیں۔ اور جس کا پتہ اس ملزم کے بیان سے بخوبی لگ گیا ہے۔ جس کا ذکر اُوپر آ چکا ہے۔

جماعت احمدیہ کا فرض

ان حالات میں جماعت احمدیہ کا جو فرض ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ کہ اصل محافظ خدا تعالےٰ ہی ہے۔ اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے لیکن حفاظت کے ظاہری اور ممکن ذرائع سے کام لینے کا جو قانون خدا تعالےٰ نے مقرر کر رکھا ہے۔ اسے عمل میں لانا بھی نہایت ضروری ہے۔ اور جب ہم اپنی طرف سے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ کریں گے۔ اور خدا تعالےٰ پر تکیہ کرتے ہُوئے کریں گے۔ تو پھر یقیناً اس کی تائید اور نصرت نازل ہو گی۔ اور وُہ ہماری کوششوں کو جو خطرات کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہیں۔ بلکہ جن کی کوئی حقیقت ہی نہیں محض اپنے فضل سے مؤثر اور نتیجہ خیز بنا دے گا۔

جماعت احمدیہ کو اپنے پیارے امام اور مقتدا سے جو تعلق ہے اور جو بلا مبالغہ صادقانہ عشق کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہُوئے اس بارے میں ہم کچھ اور کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت کا ہر ایک فرد مال تو کیا چیز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پسینہ کی جگہ اپنا خون گرانا سعادتِ عظمیٰ سمجھتا ہے۔ اور اس کے لئے ہر وقت تیار ہے ضرورت صرف یہ ہے۔ کہ نظامِ سلسلہ کے ماتحت جو صُورت تجویز ہو۔ اس پر عمل کرنے کا جماعت کو موقعہ دیا جائے۔

حکومت سے

اس موقعہ پر ہم حکومت سے بھی یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ باوجُود ہمارے پُر امن طریق عمل اور صلح و آشتی کی تعلیم کے حامل ہونے کے مخالفین کا ہمارے متعلق جو رویہ ہے۔ اس کے متعلق وہ ناواقف نہیں۔ اور اب تو علی الاعلان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اقدامِ قتل کے ارادہ کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ ان حالات میں گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف خود بیدار مغزی سے کام لے۔ بلکہ جماعت احمدیہ حفاظت کے متعلق جو انتظامات کرے۔ ان میں ہر ممکن سہولت پیدا کرے۔

مُسلمانوں کے خلاف عیسائی مشنریوں کی جدوجہد

عیسائی مشنریوں نے تبلیغ عیسائیت کا جو وسیع جال ساری دنیا میں پھیلا رکھا ہے۔ اور جس پر سالانہ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ ذیل کے اعداد سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو مختلف کلیساؤں کے ماتحت تنخواہ دار مشنریوں کی ملک وار کیفیت پیش کرتے ہیں:-

نام ملک	تنخواہ دار مشنری	نام ملک	تنخواہ دار مشنری
چین	۱۷۰۴	سماٹرا و جزائر ملایا	۱۸۰۳
افریقہ	۵۰۶	عراق	۳۰۰
مصر	۳۰۱	فلسطین و شام	۳۰۰۳
الجزائر و ٹیونس	۱۱۳	ترکی ۔۔۔ ۵۰۰۰ ہندوستان	۱۲۰۰

یہ سرسری اندازہ ہے۔ اور صرف ان مشنریوں کا جو تنخواہ لیکر کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اعزازی طور پر کام کرنیوالوں کی تعداد بھی بہت کافی ہے۔ اس فہرست سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ہر جگہ عیسائی مشنریوں کا زیادہ تر نشانہ مسلمان ہی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مُسلمان نہ صرف تبلیغ اسلام سے بلکہ اپنی حفاظت سے بھی قطعاً غافل ہیں۔ کسی ملک کسی علاقہ اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ[1]

تمدّنی ترقّی اور اُس کی حفاظت کا طریق

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ر اگست ۱۹۳۳ء بمقام پالم پور

تشہد و تحمید کے بعد فرمایا:-
پچھلے خطبات میں میں نے بتایا تھا۔ کہ کس طرح سورۃ فاتحہ میں

انسانی تمدن کی ترقی

کے لئے اللہ تعالیٰ نے گر بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک گر مالک یوم الدین میں بتایا گیا ہے۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ انسانی ترقی اور لوگوں کی زندگی آرام سے بسر ہونے کا انحصار علاوہ گزشتہ خطبات میں بیان کردہ امور کے رحیمیت پر بھی ہے جب تک انسان یہ عادت نہ ڈالے۔ کہ وہ

خوبی کی قدر

کرے۔ اس وقت تک سوسائٹی اور اس کے قیام کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ اچھی بات کو دیکھنا تمدنی ترقی اور اس کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ لیکن جسطرح اچھی باتوں کا دیکھنا تمدن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح اس کے لئے بعض اور باتیں ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مالک یوم الدین کے الفاظ میں بیان کی ہیں۔ مالک یوم الدین میں

دو باتوں کی طرف توجہ

دلائی گئی ہے۔
ایک تو یہ کہ ہر کام کا خدا تعالیٰ نے انجام مقرر کیا ہے کوئی کام خواہ اچھا ہو۔ یا بُرا نتیجہ پیدا کرنے سے خالی نہیں خفیف سے خفیف کام بھی نتیجہ پیدا کئے بغیر نہیں رہتا۔ اس زمانہ میں وائرلیس نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ کس طرح

خفیف حرکات کا غیر محدود اثر

پیدا ہوتا ہے۔ ہزاروں میل پر ایک شخص بولتا ہے۔ اس کی آواز ہوا میں ایک تغیر پیدا کر دیتی ہے۔ ہوا کا وہ اثر ہزارہا میل پر ایک آلہ کے ذریعہ بند کر لیا جاتا ہے۔ اور اسی صورت میں ہم اسے دوسری جگہ سن لیتے ہیں ؎

غرض وائرلیس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ

خفیف سے خفیف حرکت

بھی ضائع نہیں جاتی۔ ہونٹ کی حرکت ہاتھ کی حرکت سے بھی کم ہے۔ کیونکہ ہونٹ اپنی جگہ پر ہی ہلتا ہے۔ جبکہ ہاتھ اِدھر اُدھر حرکت کرتا ہے۔ اتنی خفیف حرکت اتنا اثر پیدا کر دیتی ہے۔ کہ وہ اثر ہزارہا میل پر بھی کم نہیں ہوتا۔ دنیا چونکہ محدود ہے اس لئے ہم ہزاروں میل کہتے ہیں۔ ورنہ اگر کروڑوں میل پر بھی سننے کا موقعہ ملتا۔ تو وہاں بھی وہ حرکت سنتے۔ غرض

کوئی چیز ضایع نہیں جاتی

خواہ اچھی ہو خواہ بُری۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ غفار ہے۔ ستار ہے۔ وہ مکفر السیئات ہے۔ پس گو ہزاروں سال پہلے کا کیا ہوا

ہر بُرا فعل

بھی موجود ہے۔ اور نتائج سے خالی نہیں لیکن جن کو خدا تعالیٰ معاف کر دے۔ ان کے بُرے اعمال اور اثرات کو وہ چھپا دیتا ہے۔ اور ستاری سے کام لیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں

نیکیاں

ہیں۔ وہ بھی اسی طرح موجود ہیں۔ اور چونکہ وہ لوگوں کے لئے خوشی کا موجب ہیں۔ اس لئے وہ اسی طرح ان کے سامنے آجاتی ہیں۔ گویا ہر کام کے لئے ایک یوم الدین ہے۔ اور ہر چیز کی ایک انتہا

ہر چیز کا بدلہ

اس کے وقت پر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کام ختم ہونے پر حساب کیا جاتا ہے ؎

دوسری بات

مالک یوم الدین میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے۔ کہ وہ انجام کے وقت کا مالک ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ انسان کے عمل کے مطابق نہیں ہوتا۔ بلکہ انسانی عمل اور پھر اس کی سزا کے نتیجہ کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ میری جزا کیا نتائج پیدا کرے گی۔ مالک یہ نہیں دیکھتا۔ کہ کام کیا ہوا ہے۔ بلکہ وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ اب مناسب کیا ہے۔ نوکر ہمیشہ

مالک کی ہدایات

کو مدنظر رکھتا ہے۔ لیکن اگر وہ پوری طرح ان پر عمل نہ کر سکے۔ تو مالک موقعہ اور محل دیکھتا ہے۔ اور حالات کے تغیر پر حکم بدل دیتا ہے۔ وہ انجام کے موقعہ پر اپنی مالکیت کو ملحوظ رکھتا ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ نتیجہ کیا اثرات پیدا کرے گا۔ اسی لئے کبھی ایک غلطی پر سزا دیتا ہے۔ اور کبھی معاف کر دیتا ہے۔ اگر سزا دینا بہتر ہو۔ تو سزا دے دیتا ہے۔ اور اگر معاف کر دینا بہتر ہو۔ تو معاف کر دیتا ہے ؎

گویا دو باتیں ہمیں سکھائی گئی ہیں۔ جن پر انسانی تمدن اور اس کی ترقی کا انحصار ہے۔ ایک تو یہ کہ

کاموں کا جائزہ

لیا جائے۔ اور نتائج کو نظر انداز نہ کر دیا جائے۔ دنیا میں تمام سوسائٹیاں اسی لئے تباہ ہوتی ہیں۔ کہ وہ نتائج نہیں دیکھتیں ہمیں نتیجہ دیکھنا چاہیئے۔ اگر نتیجہ خراب ہو۔ تو کام میں نقص پیدا ہو گا۔ حکومتیں اسی لئے تباہ ہوتی ہیں۔ کہ وہ کام کا جائزہ نہیں لیتیں۔ وہ دیکھتی ہیں۔ کہ پولیس کام کر رہی ہے۔ لیکن نتائج کا جائزہ نہیں لیتیں۔ وہ دیکھتی ہیں۔ کہ فلاں شعبہ میں کام کیا جاتا ہے۔ لیکن

نتائج پر غور

نہیں کرتیں۔ وہ ایک مقام پر کھڑی ہو کر ترقی روک دیتی ہیں۔ جو ہمیشہ نتائج نہ دیکھنے سے رکتی ہے۔ ایسے حالات میں لازماً قوم سو جاتی ہے۔ اور سوتے سوتے مر جاتی ہے۔

غرض

ہر کام کا نتیجہ

دیکھنا چاہیئے۔ صرف کام دیکھنا کافی نہیں۔ اگر نتائج توقع کے مطابق نہیں۔ تو غور کریں۔ کہ نتیجہ کا وقت ہے۔ یا نہیں۔ اگر ابھی نتیجہ دیکھنے کا وقت نہیں۔ تو کام لمبا کریں۔ پھر دیکھیں۔ کہ نتائج کیا نکلتے ہیں لیکن اگر

[1] یہ خطبہ جمعہ عزیز مکرم مولوی محبوب عالم صاحب خالد مولوی فاضل متعلم گورنمنٹ کالج نے مرتب کر کے ارسال کیا ہے۔ جس کے لئے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

نتیجہ کا وقت

آگیا ہے۔ اور نتیجہ توقع کے مطابق نہیں۔ تو یا کام کرنے والوں میں نقص ہوگا۔ یا اس کام کی تجویز ہی ناقص ہوگی۔ اگر

کام کرنے والوں میں نقص

ہو۔ تو آدمی بدل دینے چاہئیں۔ اور اگر سکیم ناقص ہو۔ تو اسے بدلنے کا فکر کرنا چاہیئے۔ اگر پھر بھی نتائج اچھے نہ نکلیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہوگی۔ کہ جس چیز کے مقابلہ کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ زیادہ طاقتور ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے اس سے زیادہ قوت کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً اگر ہم ایک پہاڑ اکھاڑنا چاہیں۔ تو اس کے لئے ویسی ہی سختی سے مقابلہ کی ضرورت ہوگی۔

انسانی تمدن

کی ترقی کے لئے دوسرا یہ امر ضروری ہے۔ کہ اعمال کے نتائج کے جائزہ کے وقت

سلوک مالکانہ

ہو۔ اگر سزا سے کام بنے۔ تو سزا دینا چاہیئے۔ اور اگر معاف کرنا بہتر ہو۔ تو معاف کر دینا چاہیئے ۞

بعض لوگ

اپنی طبیعت کا لحاظ

رکھتے ہیں۔ اگر طبیعت میں اس وقت غصہ ہوا تو نقص پر سزا دے دی اور اگر طبیعت اس وقت نرمی کی طرف مائل ہوئی۔ تو اسی نوعیت کے کام پر معاف کر دیا۔ یہ عفو نہیں۔ اور نہ یہ سزا ہے۔ یہ تو

نفس پرستی

ہے۔ اگر عفو اسی کا نام ہے۔ تو دنیا میں ایسا کوئی شخص بھی نہ ہوگا۔ جو عفو نہ کرے۔ چنانچہ جابر بادشاہ بھی اپنے دوستوں کو اکثر معاف کر دیتے ہیں۔ ظالم شخص بھی بعض اوقات اس طرح کے عفو سے کام لیتا ہے۔ وہ شخص جو یہ کہتا ہے۔ کہ اسلام نے ایسے عفو کی تعلیم دی ہے۔ غلط کہتا ہے۔ اسلام نے ہرگز یہ تعلیم نہیں دی۔ اسلام نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

موقعہ اور محل کے مناسب کام

کرنا چاہیئے۔ اگر تم غصہ کی حالت میں ہو۔ اور اس وقت عفو مناسب ہے۔ تو اسلام کہتا ہے۔ کہ عفو کرو۔ اگر تمہاری طبیعت نرمی کی طرف مائل ہے لیکن اس وقت سزا دینا مناسب ہے۔ تو اس وقت سزا دو۔ گویا ہمیشہ نتائج مدنظر رکھو۔ اپنے

دل کی حالت

کو نہ دیکھو۔ مالک کا یہ کام نہیں۔ کہ وہ اپنی حالت دیکھے۔ بلکہ اسے تو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ نتائج کیا ہوں گے۔ خدا موقعہ اور نتائج کو مدنظر رکھتا ہے۔ وہ کام کو نہیں دیکھتا۔ ان دو امور کے بغیر نہ کوئی فرد نہ کوئی خاندان۔ اور نہ ہی کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے۔ اور نہ اپنی ترقی پر قائم رہ سکتی ہے۔ اگر کوئی قوم یہ دو امور ملحوظ رکھے۔ تو تنزل کی طرف کبھی جا ہی نہیں سکتی۔ اس میں

ضعف و اختلال

پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ظاہری اسباب اسے تنزل سے محفوظ رکھیں گے

باطنی اسباب

پر اگر غور کیا جائے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی اسے تنزل سے بچائے رکھیں گے۔ خدا تعالےٰ اسے تباہ نہ ہونے دے گا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

جب تک کوئی قوم اپنی حالت کو تنزل سے بچانے کے لئے تدابیر پر عمل پیرا رہے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ بھی اس کی حالت نہیں گرائے گا۔ جب تک وہ اپنی

ترقی کا راستہ

کھلا رکھے گی۔ اس وقت تک خدا تعالےٰ بھی اس کی ترقی کا دروازہ کھلا رکھے گا۔ یہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ جو قومیں ترقی کی راہ پر گامزن رہیں۔ وہ ترقی کرتی چلی جائیں ۞

ذکر و فکر

ابتلاء

اے عزیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ لفظ ابتلاء کا غلط استعمال ہماری جماعت میں بہت ہوگیا ہے۔ اگر میں لوگوں سے اس لفظ کے غلط استعمال کو ترک کرا دوں۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ بڑا کام ہوگیا۔ اے عزیز فرق نہ سمجھنے یا بے احتیاطی کی وجہ سے یہ لفظ غلط استعمال ہوتا ہے ہر آدمی ہر مصیبت کو ابتلاء کہہ دیتا ہے۔ اور معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ یہ عظیم الشان لفظ سخت حقیر لفظ کی جگہ استعمال ہونے لگتا ہے۔ ہمیں صرف ان مصائب کا نام ابتلاء رکھنا چاہیئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کو نازل ہوتی ہیں۔ نہ کہ تعذیر عام یا سزا کے طور پر۔ پھر جس بندہ کو معلوم بھی ہو جائے کہ مجھے یہ انعام ہوا ہے کہ میری عزت اس مصیبت کی وجہ سے ظاہر ہوگی۔ اسے ہرگز کبھی پبلک میں یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ مجھ پر آج کل ابتلا آ رہے ہیں اس کے دوسرے معنے یہ ہونگے کہ خدا میری عزت دنیا میں قائم کر رہا ہے۔ اور میرا جوہر لوگوں پر ظاہر کر رہا ہے۔ اے عزیز کیا کسی شخص کو ایسے الفاظ اپنی زبان سے کہنے زیبا ہیں۔ پس اس لفظ کو اپنے لئے مونہہ پر لانا ہی چھوڑ دو۔ کیونکہ اگر تیری مصیبت ابتلا نہیں۔ بلکہ سزا ہے۔ یا امر مقدر ہے۔ تو ایسی مصیبت کا نام ابتلاء رکھنا غلط ہے۔ اور اگر واقعی ابتلا ہے۔ تو فخر کرنا اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا امر معیوب ہے

ہاں تجھے خود یہ ضرور معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ تیری مصیبت واقعی ابتلاء کا رنگ رکھتی ہے۔ یا نہیں۔ اور تجھے دل میں اس پر خوش ہونا چاہیئے۔ یا اپنے گناہوں کی سزا پر پشیمانی اور توبہ کرنی چاہیئے۔ سو مندرجہ ذیل باتیں اپنے ذہن میں رکھ

(۱) جب آدمی سے کوئی قصور سرزد ہو۔ اور وہ اسی قصور میں پکڑا جائے۔ تو اسے جو تکلیف پہنچے گی۔ وہ اس قصور کی سزا کہلائے گی۔

(۲) جب انسان ایک قصور کرے۔ اور خدا تعالےٰ ایک حد تک اس کی پردہ پوشی کرے۔ کہ لوگوں پر اس کا قصور ظاہر نہ ہو۔ مگر اس قصور کی سزا کسی اور فرضی قصور کے ماتحت ملے۔ جو اس نے نہیں کیا۔ تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ اسے سزا تو ملی۔ مگر رحم اور پردہ پوشی کے ساتھ۔ مثلاً ایک شخص نے عبادت میں غفلت کی مگر لوگ یہی سمجھتے رہے۔ کہ یہ بڑا عابد ہے۔ لیکن اس غفلت کی سزا میں اس کے ہاں چوری ہوگئی۔ تو گو چوری اس کی اس غفلت کی سزا میں ہو۔ مگر سب لوگ اس سے چوری کے متعلق بھی ہمدردی ہی کریں گے۔ سو یہ نرم طریقہ سزا کا ہے۔

(۳) یہ کہ انسان اپنے نیک اعمال میں ترقی کر رہا ہے۔ کہ اس پر کوئی مصیبت پڑے۔ اور اس کا نفس محسوس کرتا ہے کہ مجھ سے کوئی قصور ایسا سرزد نہیں ہوا۔ جس کی یہ سزا ہو۔ اور پھر تکالیف کے دوران میں روحانی انعامات اور خوشی کو زیادہ پاتا ہو۔ اور رفع روحانی زیادہ محسوس کرتا ہو۔ اس وقت سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ **ابتلاء** ہے۔ اور میری ترقی کے لئے اس مصیبت کو نازل کیا گیا ہے۔

(۴) بعض مصائب ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان میں خدا کی طرف سے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ وہ انعام نہیں۔ بلکہ صرف **امتحان** ہوتے ہیں۔ اگر کوئی صبر کرے۔ تو وہ پاس شدہ سمجھا جائے گا۔ اگر بے صبری یا ناشکری کرے گا۔ تو فیل شدہ۔ یہ عموماً عام تقدیروں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً بیوی مر گئی۔ بیماری آ گئی۔ مال کا نقصان ہوگیا۔ وغیرہ وغیرہ اگر صبر شکر کرے گا۔ اور مولیٰ کی تقدیر پر راضی ہوگا۔ تو پاس ہوگا۔ ورنہ فیل۔ خلاصہ یہ کہ مصائب اور تکالیف عموماً تین وجوہات سے آتی ہیں۔ (۱) سزا کے لئے (۲) امتحان کے لئے (۳) انعام کے لئے اور اگرچہ بندہ کو عموماً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ میری مصیبت کس فہرست میں داخل ہے۔ مگر وہ اپنے مونہہ سے کبھی یہ نہیں کہتا۔ کہ مجھ پر نمبر ۳ والی مصیبت یعنی ابتلاء ہے بلکہ ہمیشہ اس کو انکسار سے نمبر ۱ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور خدا سے استقامت چاہتا۔ اور اپنی کمزوریوں سے استغفار و توبہ کرتا ہے۔ کیونکہ

نوٹ: [illegible]

احمدیت کے خلاف سیاست کا سلسلہ مضامین

(۴)

سید حبیب صاحب کی تیسری دلیل کی حقیقت

جناب سید حبیب صاحب نے اپنے مضمون کی پانچویں قسط میں "ترک مرزائیت" مصنفہ لال حسین اختر کے ص۹ سے ص۲۳ تک کی بحث کو اختصار سے نقل کر دیا ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (نعوذ باللہ) جھوٹے ہونے کی تیسری دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دین کی سب سے بڑی خوبی سادگی ہے۔ حضور کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے رسول اور نبی ہیں۔ اور اس کے بندے ہیں۔ اور بس۔ ان کے دعوے میں کوئی اینچ پینچ نہیں۔ برعکس اس کے مرزا صاحب کے دعاوی کی کثرت اور ان کے تنوع کا یہ حال ہے کہ انسان ان کی فہرست دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے"

اس کے بعد بزعم خود حضور کے بیس مختلف دعاوی درج کر کے لکھتے ہیں۔" دعاوی کی تو انتہا ہی نہیں۔ کہاں تک لکھتا چلا جاؤں اب انسان عقیدہ لائے۔ تو کس دعوے پر"۔

خود تجویز کردہ معیار

سید صاحب کی اس دلیل کا ماحصل جیسا کہ عبارت مافوق سے ظاہر ہے یہ ہے۔ کہ کسی مدعی نبوت کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ اس کے دعاوی۔ نبی رسول اور بندہ ہونے تک محدود ہوں۔ مگر سید صاحب نے حسب عادت اس معیار کی تائید میں بھی نہ تو قرآن مجید کی کسی آیت کا حوالہ دیا ہے۔ اور نہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ارشاد پیش کیا ہے تاکہ ان کی روشنی میں آپ کے پیش کردہ معیار کے متعلق کہا جا سکتا کہ یہ سید صاحب کی اپنی ایجاد نہیں۔ بلکہ قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہے۔ سید صاحب کا قرآن مجید اور احادیث نبویہ کو چھوڑ کر اپنے کمزور اور بودے عقلی ڈھکوسلوں کو پیش کرنا نہایت تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ کسی دینی معاملہ پر بحث و تمحیص کرتے ہوئے قرآن اور احادیث کو چھوڑ کر کسی اور چیز کی طرف رجوع کرنا ایک مسلمان کی شان کے شایان نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کو اپنے من گھڑت اصل و معیار پر پرکھنا چاہتے تھے۔ فرمایا۔ قالوا ما لھذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق یعنے وہ کہتے ہیں۔ یہ عجیب رسول ہے۔ جو کھانا کھاتا۔ اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک نبی ایسا ہونا چاہیئے تھا۔ جو نہ تو کچھ کھائے۔ اور نہ بازاروں میں چلے پھرے۔ لیکن چونکہ ان کا قائم کردہ یہ معیار درست نہ تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ان کے خیال کی مذمت کی۔ اور اسے واہیات قرار دیا۔ سید صاحب کا معیار بھی بعینہٖ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ جس طرح انہوں نے اپنے ایسے من گھڑت معیار کے مطابق نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کو پرکھنا چاہا تھا۔ جس کی ان کے پاس دلیل نہ تھی۔ اسی طرح سید صاحب نے بھی اپنے پیش کردہ معیار کی قرآن مجید یا حدیث سے تائید پیش کئے بغیر اس کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر اعتراض کر دیا۔

غیر منصفانہ طریق عمل

افسوس ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی فہرست پیش کرتے ہوئے سید صاحب نے منصفانہ اور محققانہ طریق اختیار نہیں کیا۔ بلکہ حضور کی طرف بعض ایسے دعاوی منسوب کر دیئے ہیں۔ جن کا آپ سے دور کا تعلق بھی نہیں نہ ایسے دعاوی حضور نے کئے۔ اور نہ ہی آپ کی جماعت کے معتقدات میں شامل ہیں۔ ایسے دعاوی کو سید صاحب کی پیش کردہ فہرست سے خارج کر کے اگر حضور کے باقی دعاوی کو بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو وہ دراصل ایک ہی دعوےٰ کی مختلف حیثیات اور اعتبارات کا اظہار ہے۔ یہ بات اگر قابل اعتراض ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تک ہی اعتراض محدود نہیں رہے گا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی پڑے گا۔ کیونکہ جس طریق پر سید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی شمار کر کے انہیں کثیر ظاہر کیا ہے۔ اسی طریق پر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعاوی کو دیکھا جائے۔ تو حضور کے دعاوی کی فہرست بہت زیادہ طویل بن جاتی ہے۔ اور سید صاحب کا یہ خیال قطعاً غلط ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف نبی رسول اور خدا کا بندہ ہونے کے دعاوی کئے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دعاوی

ذیل میں حضور کے چند دعاوی بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ ذیل دعاوی بیان ہوئے ہیں:۔

سورۂ احزاب رکوع ۶ میں حضور کو (۱) نبی (۲) شاھد (۳) مبشر (۴) نذیر (۵) داعی الی اللہ (۶) سراج منیر نیز رکوع ۵ میں (۷) خاتم النبیین سورۂ انبیاء رکوع ۷ میں (۸) رحمۃ للعالمین۔ سورہ مزمل رکوع ۱ میں (۹) مثیل موسیٰ سورۂ غاشیہ میں (۱۰) مذکر۔ سورۂ مزمل میں (۱۱) مزمل سورۂ مدثر میں (۱۲) مدثر سورۂ یٰسین میں (۱۳) سید اور (۱۴) مرسل سورۂ مدثر رکوع ۱ میں (۱۵) عبد اللہ سورۂ زمر رکوع ۲ میں (۱۶) اول المسلمین سورۂ توبہ رکوع ۱۶ میں (۱۷) رؤف (۱۸) رحیم اور سورۃ الصافات رکوع ۱ میں (۱۹) مصدق المرسلین قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے دعاوی بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ بخاری باب ماجاء فی اسماء النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انا محمد و احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب۔ یعنے میں (۱) محمد ہوں (۲) احمد ہوں (۳) ماحی ہوں۔ میرے ذریعہ خدا تعالےٰ کفر کو مٹائے گا۔ میں (۴) حاشر ہوں۔ میرے قدم پر لوگوں کو اکٹھا جائیگا۔ اور میں (۵) عاقب ہوں

مسند احمد جلد ۴ ص۱۲۷ میں عرباض بن ساریہ رضؓ سے یہ روایت آئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انی عبد اللہ لخاتم النبیین وان آدم علیہ السلام لمنجدل فی طینتہ وسانبئکم باول ذلک دعوۃ ابی ابراھیم وبشارۃ عیسےٰ بی یعنے میں خدا کا بندہ ہوں۔ اس وقت سے خاتم النبیین ہوں۔ جب کہ آدم ابھی اپنی مٹی میں تھے۔ اور میں تم کو اس کی ابتداء بتاتا ہوں۔ کہ میں (۶) دعائے ابراھیم اور (۷) بشارت عیسیٰ ہوں

دیلمی میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (۸) انا سید الاولین والآخرین من النبیین یعنے میں پہلے اور پچھلے نبیوں کا سردار ہوں۔ نیز فرمایا (۹) انا قائد المرسلین یعنے میں تمام رسولوں کا سپہ سالار ہوں

مسلم شریف میں ہے۔ فرمایا (۱۰) انا سید ولد آدم یعنی میں تمام بنی نوع آدم کا سردار ہوں۔

زرقانی شرح مؤطا جلد ۳ باب ذکر اسمائہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ ذیل دعاوی مذکور ہیں (۱۱) المقتفی (۱۲) نبی الرحمۃ (۱۳) نبی التوبہ (۱۴) نبی الملحمۃ (۱۵) رسول الرحمۃ (۱۶) رسول التوبہ (۱۷) رسول الملاحم (۱۸) قیم (۱۹) فاتح (۲۰) المختار (۲۱) المصطفیٰ (۲۲) المتوکل ان کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بہت سے دعاوی بیان ہوئے ہیں۔ اور مختصر یہ کہ حضور کے کل دعاوی ایک ہزار ہیں۔ چنانچہ زرقانی شرح مؤطا جلد ۳ باب ذکر اسمائہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجمع البحار جلد اول زیر بحث حمد میں آیا ہے۔ ذکر ابن العربی عن بعض الصوفیۃ للہ سبحانہ وتعالیٰ الف اسم وللنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الف اسم بعضہا فی القرآن والحدیث وبعضہا فی الکتب القدیمۃ یعنے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے بعض صوفیاء سے روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہزار نام ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ایک ہزار۔

سید صاحب نے بزعم خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیس دعاوی بیان کرکے انہیں پریشان کن قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ "اب انسان عقیدہ لائے تو کس پر" کیا آپ اسی اصل کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعاوی کو بھی پریشان کن قرار دینے کی جرأت کریں گے اور کہیں گے۔ کہ "انسان عقیدہ لائے تو کس پر"؟

پس نہ صرف یہ کہ سید صاحب نے جو معیار پیش کیا ہے اس کی قرآن مجید اور احادیث سے تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی پرزور تردید ہوتی ہے۔

مخالفین کے منسوب کردہ دعاوی

میں نے جس قدر دعاوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کئے ہیں۔ وہ سب قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں۔ اور مسلمان ان تمام دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر میں سید صاحب کی طرح ان دعاوی کو بھی اس فہرست میں شامل کردوں۔ جو مخالفین اسلام قرآن مجید کی بعض متشابہ آیات سے غلط استدلال کرکے حضور کی طرف منسوب کرتے ہیں تو یہ فہرست بہت زیادہ طویل ہوجائے۔

دیگر انبیاء کے دعاوی

سید صاحب کا یہ خیال بھی عجیب ہے۔ کہ جس مدعی نبوت کے صرف نبی رسول اور بندہ ہونے کے دعاوی ہوں۔ وہ تو سچا۔ مگر جس کے اس سے زیادہ ہوں۔ وہ جھوٹا۔ نہ معلوم اس تعیین اور تحدید کی کیا وجہ ہے۔ اس معیار کے رو سے تو کوئی نبی بھی سچا ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ سب انبیاء کے دعاوی میں کثرت پائی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرآن مجید سورۃ مریم رکوع ۳ میں صدیق اور نبی سورۃ صافات میں عبد مصطفیٰ اور خیر سورۃ نحل ع ۱۵ میں امت قانت حنیف اور سورۃ بقر ع ۱۵ میں امام اور مسلم قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو سورۃ نساء ع ۲۳ میں رسول اللہ مسیح۔ کلمۃ اللہ۔ روح اللہ اور عبد سورۃ مریم میں مبارک اور نبی کہا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کے تمام دعاوی ایک ہی دعویٰ نبوت کی مختلف حیثیات اور اعتبارات ہیں۔ اگر یہ آپس میں متناقض اور متضاد ہوتے۔ تو اس صورت میں مخالف اعتراض کرسکتا تھا۔ مگر چونکہ ان میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لئے اعتراض بھی نہیں ہوسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کا بھی یہی حال ہے۔ ان میں باہمی تناقض اور تضاد نہیں۔ بلکہ سب ایک دوسرے کی تائید کر رہے ہیں۔ لہذا ان پر بھی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

سید صاحب اپنے متعلق ہی غور فرمائیں

دعاوی کی کثرت کا مسئلہ کوئی ایسا مشکل اور دقیق نہ تھا۔ جسے سید صاحب تھوڑے سے تدبر سے سمجھ نہ سکتے اگر آپ اپنی ذات کے متعلق ہی غور کرتے۔ تو آپ کی پریشانی فوراً دور ہوسکتی تھی۔ سید صاحب اخبار "سیاست" کے محرر خصوصی بھی ہیں۔ اور لیڈر قوم بھی۔ آپ ایک جہت سے باپ ہیں۔ اور دوسری جہت سے بیٹا بھی۔ پھر ایک اعتبار سے دوست ہیں۔ اور دوسرے اعتبار سے بھائی۔ اور علاوہ ان تمام دعاوی کے آپ انسان بھی ہیں۔ اور سید بھی۔ اب اگر کوئی شخص آپ کے دعاوی کی کثرت سے پریشان ہوکر یہ کہے۔ کہ "میں عقیدہ لاؤں تو کس پر"؟ تو سید صاحب اسے کیا جواب دیں گے۔؟

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ایک نہایت لطیف نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون یعنے انسان اگر اپنے نفس پر ہی غور کرے۔ تو بہت سے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

ایک مسلمہ اصل کی خلاف ورزی

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ ایک مسلمہ اور متفقہ اصل ہے۔ اسی طرح تفسیر القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ یعنے کسی قول کی ایسی تفسیر کرنا جو اس کے کہنے والے کو مسلم نہ ہو۔ بھی علماء اصول کے نزدیک ہرگز جائز نہیں۔ اس اصل کے مطابق ایک محقق کا یہ فرض ہے۔ کہ جب اس کے سامنے کسی کی کوئی تحریر ہو۔ تو سب سے پہلے وہ یہ دیکھے۔ کہ اس کے مصنف اور لکھنے والے نے اس کا کیا مفہوم اور مطلب بیان کیا ہے۔ اس کی اپنی بیان کردہ تشریح کے مقابلہ میں کوئی اور تشریح قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ سید صاحب نے اس اصل کو اپنے سارے مضامین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی تشریح کرتے ہوئے بالعموم اور حضور کے دعاوی کی بحث میں بالخصوص نظر انداز کردیا ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بعض ایسے دعاوی منسوب کئے ہیں۔ جو نہ صرف یہ کہ حضور نے اپنی محکم عبارات میں ان کے خلاف تشریح کی ہے۔ بلکہ جس حوالہ سے سید صاحب نے انہیں اپنے مضمون میں نقل کیا ہے۔ اسی جگہ ان کی تشریح میں ان سے انکار کیا ہے۔ سید صاحب اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریحات کا خود مطالعہ فرماتے۔ تو ان دعاوی کو ہرگز حضور کے دعاوی کی فہرست میں شامل نہ کرتے۔ یہی ایک بہت بڑی اور اصولی غلطی عیسائی وغیرہ دیگر مخالفین اسلام سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید پر اعتراضات کرنے میں ہوئی ہے۔ اور اہل اسلام کی طرف سے ہمیشہ انہیں ان کی اس غلطی پر تنبیہ کی جاتی رہی ہے۔

اگلی قسط میں انشاء اللہ تعالےٰ ان دعاوی پر روشنی ڈالی جائے گی۔ جو سید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کئے ہیں۔ اور اصل حقیقت پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ
اور
جماعت احمدیہ

قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کی جلد اشاعت کی جتنی ضرورت ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ بیرونی ممالک میں تبلیغ کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کے لئے ہم جوابدہ ہیں۔ اس لئے سب دوستوں کی خدمت میں بڑے زور سے التماس ہے۔ کہ وہ جلد مطلوبہ تعداد خریداروں کی پوری کردیں اور پیشگی قیمت بھجوادیں۔ اس کام کو بہت اہمیت دیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اموال میں برکت ڈالے۔ مبلغین سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس کے متعلق خاص کوشش کریں۔

(ناظر دعوت وتبلیغ قادیان)

تحقیق الادیان

پادری صاحبان سے ۲۰ بیس سوالات

ذیل کا مضمون اس عربی ٹریکٹ کا خلاصۃً ترجمہ ہے۔ جو مولانا اللہ دتا صاحب مولوی فاضل احمدی مبلغ بلاد عربیہ مقیم فلسطین نے عیسائیوں کے متعلق حال میں شائع کیا:۔ کیا موجودہ اناجیل جو آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح پر بصورت وحی نازل ہوئی تھیں۔ اور کیا حضرت مسیحؑ نے خود یہ اپنے شاگردوں کو لکھوائی تھیں؟ پھر کیا یہ حضرت مسیح کے وقت میں لکھی گئیں۔ اور آپ نے ان کی تصدیق کی؟ یا کیا آپ نے اپنے تابعین کو حکم دیا تھا کہ وہ بطور تاریخ آپ کی طرف سے اس قسم کی کتابیں لکھیں؟ پھر کیا کم از کم ان انجیل نویسوں نے ہی دعویٰ کیا ہے۔ کہ یہ انجیلیں خدائی وحی سے لکھی گئی ہیں؟ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے، تو بتلائیے کہ باعتبار الٰہی کتاب ان موجودہ اناجیل کی کیا قیمت ہو سکتی ہے؟ درحقیقت اناجیل موجودہ تو صرف چند بیانات ہیں جو بقول شارح انجیل متی (صا۹) بعض لوگوں کی معرفت ہم تک پہنچے ہیں یا وہ بقول لوقا گزشتہ واقعات کی روایات ہیں جن کو بہت سے لوگوں نے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ بتلائیے۔ جب امر واقع یہ ہے تو کیا یہ معقول ہے۔ کہ ایسے بیانات کو دین اور مذہبی عقائد کی بنیاد بنایا جائے؟

(۲) حضرت مسیحؑ اپنی قوم یہود سے کس زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ کیا یہ اناجیل ابتداءً اسی زبان میں لکھی گئیں یا کسی دوسری زبان میں؟ اگر آپ کا جواب یہ ہو۔ کہ حضرت مسیحؑ کی مادری زبان میں لکھی گئی تھیں۔ تو اس کا کوئی ثبوت یا اس کی کوئی تاریخی شہادت پیش کریں اور اگر آپ کہیں کہ کسی دوسری زبان یا زبانوں میں سب سے پہلے لکھی گئیں۔ تو فرمائیے کہ کیوں نہ موجودہ انجیلوں کو روایات دیرینہ کا محض ترجمہ قرار دیا جائے وہ روایات جو برسوں مختلف حالات میں زبانوں پر نسلاً بعد نسل جاری رہیں۔ آخر بعض لوگوں نے چاہا کہ ان روایات کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ تو انہوں نے اپنی شنید کے مطابق ان کو بیان کردیا۔ اور اندریں صورت سچ اور جھوٹ مل گیا۔ کیونکہ اصلی بیانات اور ان کے ترجموں خصوصاً برسوں زبانی بیان ہونے والے ترجموں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۳) اناجیل کے یہ صحیفے کس سن میں تحریر کئے گئے۔ اور کیا آپ انجیل سے یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ لوقا اور یوحنا انجیل نویس حضرت مسیحؑ کے شاگرد تھے۔؟

(۴) اگر حضرت مسیح فی الواقع دنیا کی ساری قوموں اور ساری نسلوں کی طرف رسول ہو کر آئے تھے جیسا کہ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے تو حضرت مسیح کیوں فرماتے ہیں "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (متی ۱۵/۲۴)

(۵) کیا حضرت مسیحؑ نے زندگی بھر کسی غیر اسرائیلی کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دی۔ اور اس سے اپنے نام پر بپتسمہ طلب کیا۔؟ ہرگز نہیں پس آپ لوگ حضرت مسیح کی سنت کو کیوں بگاڑتے ہیں؟

(۶) کیا حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے علاوہ کسی اور کو بھی تبلیغ کریں۔؟ حضرت مسیحؑ نے تو انہیں فرمایا تھا:۔ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰/۶)

(۷) کیا حضرت مسیحؑ کے پروگرام میں یہ بات داخل تھی۔ کہ آپ کے پیرو اسرائیل کے شہروں کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی منادی کریں؟ ہرگز نہیں! کیونکہ آپ فرماتے ہیں "جب تمہیں ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا" (متی ۱۰/۲۳)

(۸) اگر حضرت مسیح نے سچ مچ اپنے شاگردوں کو یہ وصیت کی ہوتی۔ کہ تم جاکر "سب قوموں" کو شاگرد بناؤ۔ اور آپ کی مراد اس سے بنی اسرائیل کے پراگندہ قبیلوں اور منتشر اقوام کے علاوہ دنیا بھر کی قومیں ہوتیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کے بعد آپ کے شاگردوں میں غیر قوموں کی تبلیغ کے جائز ہونے کے متعلق خطرناک جھگڑا پیدا ہوا۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب میں آتا ہے:۔ "رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے سنا کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا۔ جب پطرس یروشلم میں آیا تو مختون اس سے یہ بحث کرنے لگے کہ تو نامختونوں کے پاس گیا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا" (اعمال ۱۱/۲-۱) پھر پطرس نے اپنی تازہ خواب سنائی۔ جس کی وجہ سے اس نے تبلیغ کو عام کیا تھا لیکن حواریوں میں سے پختہ عقیدہ والوں نے اپنے طریق کار میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ بلکہ وہ "یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے" (۱۱/۱۹) کیا یہ واقعہ عیسائیت کے دین عمومی نہ ہونے پر زبردست دلیل نہیں۔؟

(۹) آپ لوگوں نے سبت کے دن کو اتوار کے ساتھ کس دلیل کے ماتحت تبدیل کیا ہے۔؟ کیا حضرت مسیحؑ تورات کے مطابق سبت کا احترام نہ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہے "دعا مانگو کہ تمہیں جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے" (متی ۲۴/۲۰) اور مسیح کے شاگرد بھی سبت منایا کرتے تھے۔ لوقا کی انجیل میں آتا ہے "سبت کے دن تو انہوں نے حکم کے مطابق آرام کیا" (۲۳/۵۶) پس آپ لوگ کیوں سبت نہیں مناتے؟

(۱۰) یسوع مسیح نے اپنی والدہ سے کہا "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے" (یوحنا ۲/۴) کیا مہربان ماں کو "اے عورت" اور "مجھے تجھ سے کیا کام" کے سخت الفاظ سے خطاب کرنا مناسب تھا۔

(۱۱) شراب تمام بدیوں کی جڑ ہے اور اس کی مضرات میں کسی کو اختلاف نہیں۔ بتلائیے یسوع مسیح کے لئے کس طرح جائز تھا۔ کہ وہ پانی کو شربت یا دودھ کی بجائے شراب بنا کر لوگوں کو پلاتے؟ (یوحنا باب دوم)

(۱۲) متی اور لوقا نے یسوع کا شجرۂ نسب ذکر کیا ہے اور ان دونوں شجرہ ہائے نسب میں سخت اختلاف ہے۔ کیا ان دونو بیانوں میں تطبیق ممکن ہے۔

(۱۳) متی اپنی انجیل کے دوسرے باب میں کہتا ہے "ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا، تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا" میں تمام عیسائی پادریوں کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ نبیوں کی یہ پیشگوئی دکھائیں کہ آنے والا مسیح ناصری کہلائے گا

(۱۴) حضرت مسیح نے کہا ہے "جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا" (متی ۵/۱۹) مگر آپ لوگ اے پادری صاحبان! خدا کے ایک بہت بڑے حکم کو توڑتے اور یہی لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ وہ حکم ختنہ کا حکم ہے جس کے متعلق ارشاد باری ہے "میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا" (پیدائش ۱۷/۱۳-۱۴) بتلائیے اب آپ لوگ خدا کی بادشاہت میں سب سے چھوٹے اور خدا کے عہد کے توڑنے والے ہوئے یا نہیں؟ (باقی)

نامہ نگاروں کو اطلاع

بعض نامہ نگار "الفضل" خبریں میرے نام بھیج دیتے ہیں۔ جن کے شائع ہونے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے آئندہ تمام نامہ نگاروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو خبر اخبار میں شائع کرنے کے لئے بھیجی جائے۔ وہ براہ راست ایڈیٹر صاحب الفضل کو بھیجی جائے۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

عراق میں ہندوستانی مسلمانوں کا جلسہ میلاد النبیؐ الکریم

ملک عراق کے دار السلطنت بغداد میں ہندوستانی مسلم اصحاب نے دینی اور دنیوی امور اجتماعی صورت میں ادا کرنے کے لئے ایک انجمن بنام "جمعیۃ الاسلامیہ" بغداد قائم کر رکھی ہے جو اپنے نو وارد ہموطن برادران کی ہر ممکن خدمت بھی بلا معاوضہ کرتی رہتی ہے۔ اور اس کے ممبران کی یہ خاص تمنا ہے۔ کہ ان کے ہم وطن برادران اس ملک میں آکر اپنے ہموطن بھائیوں کو نہ صرف اپنی ملاقات سے مشرف فرمائیں۔ بلکہ خدمت کرنے کا موقع عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوتے ہوئے پردیس کی تکالیف سے حتی المقدور امان حاصل کر سکیں۔

جمعیۃ موصوفہ نے سال ہائے گذشتہ کی طرح اس سال بھی ۹ر جولائی ۱۹۳۳ء کو نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت بڑی شان و شوکت کے ساتھ جلسہ کی صورت میں زیر صدارت نشست اول ہز ایکسی لنسی عالی بے الجیلانی وزیر اعظم حکومت عراق۔ اور مولانا سید لطافت حسین صاحب دہلوی صدر نشست دوم تقریباً ایک ہزار سے زائد حاضرین کی موجودگی میں منایا۔ جس میں ہر مذہب و ملت کے ہندوستانی اصحاب کے علاوہ عراق کے شرفا و رؤسا حکومت کے اعلیٰ حکام اور دیگر حکومتوں کے سفیر بھی موجود تھے۔

ملک حجاز کے سفیر صاحب جو تاریخ انعقاد جلسہ سے صرف تین چار روز ہی قبل عراق میں وارد ہوئے تھے۔ اور جن کو یہ جمعیۃ بوجہ لاعلمی کے مدعو نہ کر سکی۔ حکومت مصر کے سفیر کے ہمراہ سرور دو عالمؐ کے جلسہ میلاد کا نام سن کر تشریف لے آئے۔ اور آپ نے رخصت کے وقت شرکت کو اخوّت اسلامی کے لحاظ سے ضروری بتایا۔

مقامی اخبارات نے انگریزی اور عربی زبانوں میں چند مرتبہ اس جلسہ کا اعلان شائع کیا۔ اور بعض اخبارات نے اس جلسہ کا مکمل پروگرام بغرض اطلاع عام طبع کیا۔ جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے نہ صرف مسلمان ہندوستانی اصحاب نے کوشش کی۔ بلکہ اہل ہنود نے بھی نہایت دریا دلی سے کام کیا۔ جن میں سے جناب لالہ دیا رام صاحب مالک دوکان امپایر امپوریم خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

مقامی اخبارات و ہندوستانی اصحاب کی انفرادی و اجتماعی اعانت و کوشش کے علاوہ یہ جمعیۃ کلیہ اعظمیہ و انجمن شبان المسلمین کی عموماً اور جمعیۃ الخیریۃ الاسلامیہ کی خاص شکر گذار ہے۔

جلسہ کا پنڈال اس مرتبہ سال ہائے ماسبق سے زیادہ سجایا گیا تھا۔ یعنی جمعیۃ کے صدر دروازے سے داخلۂ پنڈال تک اور میدان پنڈال میں جگہ بجگہ کھجور کے پتوں کے دروازے بنائے گئے تھے۔ جن میں حسب موقعہ رنگ برنگ کی جھنڈیاں اور بجلی کے قمقمے وغیرہ لگا کر اس زیبائش کو اس قدر دلکش کیا گیا تھا۔ کہ فوٹوگرافروں نے اس کی مختلف مقامات سے تصاویر لیں۔

مقررین میں سے الحاج نعمان آفندی اعظمی پرنسپل اعظمیہ دار العلوم و جناب خان صاحب شیخ محمد رفیق صاحب انصاری اکاؤنٹنٹ محکمہ ڈبلیو اینڈ بی (.W. & B) و مسٹر ایم۔ سی گلشن صدر آریہ سماج بغداد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے عربی۔ انگریزی اور اردو زبان میں سیرت و تعلیم نبوی۔ حقوق نسواں اور اسلامی تعلیم اور اخوت عمومی کے مضامین پر پُر زور اور مؤثر تقاریر کیں۔

اس جلسہ میں جناب چودہری محمد حنیف خان صاحب سابق معتمد جمعیۃ نے سالانہ رپورٹ پڑھی۔ حاضرین نے جمعیت کی کارگذاری پر احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی اور اختتام جلسہ سے پہلے جناب محمد یعقوب صاحب الیکٹرک سوپروائزر اور ماسٹر فضل الدین صاحب کو محب جمعیۃ الاسلامیہ بغداد کا تمغہ پیش کیا گیا۔

دوران جلسہ میں حاضرین کی شربت سے تواضع کی گئی اور جلسہ کے اختتام پر شیرینی تقسیم کی گئی۔

خاکسار۔ خورشید علی معتمد اعلیٰ از بغداد

گوجرانوالہ میں احمدی بچوں کا تبلیغی ٹریکٹ

حال ہی میں ینگ مین ایسوسی ایشن کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے چندہ جمع کر کے ایک ٹریکٹ پبلک میں تقسیم کیا ہے۔ جس کا عنوان "عصمت انبیاء پر مولویوں کے شرمناک حملے" ہے یہ پمفلٹ ان علماء کے متواتر اعتراضات کے جواب میں ہے جو آئے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر توہین انبیا کا الزام لگاتے رہتے ہیں۔ مضمون نہایت مدلل ہے۔ اور جو اقتباسات اس میں دئیے گئے ہیں۔ ان کے حوالجات بھی ساتھ ہیں۔ اس کے متعلق لوگ علماء سے استفسارات کر رہے ہیں۔ جس سے وہ سخت برافروختہ ہیں۔ چونکہ یہ ٹریکٹ صرف الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اس لئے ہمیں امید ہے۔ کہ ہمارے بچے اس کی دوسری قسط (احمدی نقطہ نگاہ سے تحقیقی جوابات) بہت جلد شائع کرینگے۔ تاکہ پبلک پر واضح ہو جائے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہی اسلام کی صحیح تعلیم پیش کی ہے۔

سونگڑہ کے احمدیوں کی مشکلات

جماعت احمدیہ سونگڑہ تین چار میل کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہے۔ کئی محلے ہیں۔ جن میں سے کسی میں تین چار کسی میں دو تین اور کسی میں صرف ایک ہی گھر احمدیوں کا ہے۔ چار محلے ایسے ہیں جن میں صرف ایک ایک گھر احمدیوں کے ہیں۔ باقی سب غیر احمدی۔ اور ان میں سے بھی بعض ایسے سخت دل کہ ہر موقعہ پر احمدیوں کو ستانے اور دکھ دینے میں رہتے ہیں۔

ماہ جولائی ۱۹۳۳ء میں محلہ سملپاڑہ میں جہاں صرف ایک احمدی گھر ہے ایک احمدی عورت کا انتقال ہو گیا۔ باوجودیکہ قبرستان و دیگر اراضی میں ہمارا احمدی بھائی بھی اسی طرح حق رکھتا ہے جس طرح دوسرے لوگ لیکن پھر بھی محلہ والوں نے دفن کرنے میں رکاوٹ ڈالی۔ اور مختلف حیلے حوالے کرتے رہے۔ ہماری طرف سے ان کو اچھی طرح سمجھانے کی کوشش کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ ہمیں اس قبرستان کا حق ملکیت حاصل ہے ہم کسی طرح اسے چھوڑ نہیں سکتے۔ آخر انہوں نے یہ کہا۔ کہ تم قبرستان میں علیحدہ جگہ لے لو۔ اس وقت جب کہ ہم قبر کھود چکے تھے۔ انہوں نے یہ بات کہی۔ غرض یہ تھی۔ کہ کھودی ہوئی قبر کو بند کرا کر دوسری جگہ کھدوائیں۔ تا ہمیں مزید پریشانی ہو۔

ہم حافظ محمد صاحب (جو اسی محلہ کے سردار ہیں) کی منصف مزاجی کے ممنون ہیں۔ جنہوں نے حکمت عملی سے ان لوگوں کو سمجھا کر خاموش کرا دیا اور بات نہ بڑھی۔ اور ہم بغیر کسی ناگوار حادثہ کے پیش آنے کے اطمینان کے ساتھ اپنی میت کو دفن کر سکے۔ اسی قسم کے واقعات کئی ہوئے۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ تو سخت مار پیٹ ہوئی۔ اور مقدمہ کرنا پڑا۔ جس میں احمدیوں کا دو اڑھائی ہزار روپیہ صرف ہو گیا

خاکسار۔ محمد احمد جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ سونگڑہ

خوشاب میں تبلیغی لیکچر

۵ر اگست خوشاب میں مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور مولوی فاضل نے دو گھنٹہ اجرائے نبوت پر لیکچر دیا۔ سامعین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ لیکچر نہایت امن و سکون سے سنا گیا۔ لوگوں پر اللہ تعالٰے کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا

۱۳ر اگست ۱۹۳۳ء کو غیر احمدیوں کے مولوی محمد شفیع اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیوبندیوں نے عیدگاہ میں ہمارے لیکچر کی تردید کی آڑ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں......

غازی آباد میں مناظرے

ماہ جولائی میں غازی آباد میں ہماری جماعت کے دو مناظرے سناتنیوں سے مندرجہ ذیل مضامین پر ہوئے۔

"کیا ویدوں کا خدا خدا ہے" "کیا ویدک دہرم عالمگیر ہے" ہماری طرف سے ماسٹر محمد حسن صاحب آسان مناظر تھے۔ خدا کے فضل سے خاص کامیابی ہوئی۔ پہلے مناظرہ میں سناتنی صاحبان نے خود اپنی کمزوری کو محسوس کیا۔ ماسٹر آسان صاحب کی تقریر کا خدا کے فضل سے بہت اثر ہوا۔ دوسرے مناظرہ کے لئے سناتنیوں نے خاص تیاری کی۔ مگر اس میں بھی خدا کے فضل سے ہمیں کامیابی ہوئی۔ خاکسار نے بھی چند ایک سوالات چھوت چھات کے مسئلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کئے۔ لیکن ان کا کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔

اس سلسلہ میں میں جناب میر مہدی حسن صاحب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے گذشتہ سہ ماہی میں اکثر دفعہ اپنی موٹر ہمیں مناظروں پر جانے کے لئے دی۔ نیز ماسٹر عزیز الدین صاحب و بابو محمد رمضان صاحب کے بھی ہم خاص طور پر ممنون ہیں۔ کہ وہ حتی الامکان مناظروں میں ہماری خاص طور پر مدد کرتے رہتے ہیں۔

(خاکسار:۔ عبد الواحد سکرٹری انصار اللہ دہلی)

بیگو سرائے میں آریوں کی ستم شعاری

بیگو سرائے میں فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں مسلمانوں پر وقتاً فوقتاً جو مصائب مقامی آریہ سماج کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ ان کی روک تھام میں مولوی سید منظور احسن صاحب وکیل جس اسلامی جوش کے ساتھ سرگرم عمل رہا کرتے ہیں۔ وہ ہر پہلو سے قابل ستائش ہے۔ عرصہ تین سال سے فتنہ ارتداد بیگو سرائے میں رونما ہو چکا ہے۔ اس کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی ہے اور مقامی آریہ سماج اور اس کے منتری اپنی ان تھک کوشش اس بات پر صرف کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اسلام سے محروم کر کے ارتداد کی تاریکیوں میں دھکیل دیں وہ اپنی ان ناسزا کوششوں میں مذموم سے مذموم حرکات کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ قانون حکومت کی بھی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ ابھی حال کا واقعہ ہے کہ ایک مسلمان عورت کو ان لوگوں نے زبردستی آریہ بنانے کے لئے مجبور کیا۔ اس بے چاری کی روداد ستم حد درجہ افسوسناک ہے۔ وہ ایک مارواڑی کے مکان میں قید کی گئی۔ اور اس طرح قید کی گئی کہ اپنی روداد قفس جو نہ صرف خلاف قانون ہے بلکہ حد درجہ شرمناک بھی۔ کسی کو سنا نہ سکی۔ اس زندان بلا کے اندر وہ بد نصیب عورت زبردستی آریہ دہرم قبول کرنے کے لئے مجبور کی گئی۔ کاغذ پر زبردستی اس کا نشان انگوٹھا لیا گیا۔ اور خفیہ طور سے کسی ناروا اغراض کے لئے مونگھیر روانہ کر دی گئی۔ وہاں کچھ دنوں تک محبوس و مقید رہ کر پھر بیگو سرائے میں اسی مارواڑی کے مکان میں بند کی گئی۔ ابھی یہ مشورے ہو ہی رہے تھے۔ کہ اس کو جالندھر روانہ کر دیا جائے اور وہاں کے آریہ سماجی قید خانہ میں ہمیشہ کے لئے محبوس کر دیا جائے۔ کہ یکایک مولوی سید منظور احسن صاحب کو اس مظلوم کی مظلومیت کا پتہ لگا۔ انہوں نے اس دردناک واقعہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً پولیس کی اعانت سے اسے زندان ستم سے رستگاری دلائی۔ میں وکیل صاحب موصوف کی خدمت میں مسلمانان بیگو سرائے کی طرف سے ان کی اس مذہبی خدمت کی انجام دہی کے لئے ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(راقم:۔ سید حسن وکیل بیگو سرائے)

ضرورت ملازمت

ہمارے ایک دوست احمدی سند یافتہ اوورسیر سول انجنیرنگ کالج لکھنؤ آج کل بے کار ہیں۔ اگر کوئی دوست ہندوستان یا ہندوستان سے باہر ان کی ملازمت کے لئے کوشش کر سکتے ہوں۔ تو کوشش کر کے مشکور فرمائیں

(ناظر امور عامہ)

فہرست موصیان ماہ اگست ۳۳ء

نمبر	نام	مقام
۱۵۶۸	ازرت الدین صاحب	ضلع ٹپرہ۔ بنگال
۱۵۶۹	کریم بخش صاحب	کوئٹہ
۱۵۷۰	جنت بی بی صاحبہ	قادیان
۱۵۷۱	محمد حسین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۵۷۲	غفور بیگم صاحبہ	دہرم سالہ
۱۵۷۳	آمنہ بیگم صاحبہ	نالہ گڑھ ضلع شملہ
۱۵۷۴	محمد قاسم صاحب	بنگلور چھاؤنی
۱۵۷۵	محمد عثمان صاحب	"
۱۵۷۶	محمد عبد الحمید صاحب	ورنگل
۱۵۷۷	فضل حسین صاحب	ضلع جہلم
۱۵۷۸	سیدہ میمونہ خاتون صاحبہ زوجہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب	آرہ
۱۵۷۹	شاہ محمد نسیم صاحب	" (پسر)
۱۵۸۰	شاہ محمد وسیم صاحب	" (پسر)
۱۵۸۱	شاہ محمد شمیم صاحب	" (پسر)
۱۵۸۲	وزیر محمد صاحب	عراق
۱۵۸۳	محمد بخش صاحب	ضلع ڈیرہ غازی خان
۱۵۸۴	غلام جیلانی صاحب	لاہور
۱۵۸۵	حکیم عبد الرحمن صاحب قریشی	ضلع لدھیانہ
۱۵۸۶	محمد شفیع صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۵۸۷	اہلیہ مستری امام الدین صاحب	" لاہور
۱۵۸۸	محمد ہاشم صاحب	" کٹک
۱۵۸۹	چوہدری کریم الٰہی صاحب	" لاہور
۱۵۹۰	چوہدری روشن الدین صاحب بی۔ اے	" گجرات
۱۵۹۱	ماسٹر غلام نبی صاحب	" اٹک
۱۵۹۲	والدہ محمد عبد اللہ صاحب	کشمیر
۱۵۹۳	عبد العزیز صاحب	"
۱۵۹۴	جاتھہ بیگم صاحبہ	"
۱۵۹۵	خان بی بی صاحبہ	ضلع جھنگ
۱۵۹۶	بشیر احمد صاحب	" سیالکوٹ
۱۵۹۷	مستری عبد الرؤف صاحب	" راولپنڈی
۱۵۹۸	بھاگن صاحبہ	" سیالکوٹ
۱۵۹۹	یار محمد صاحب	سندھ
۱۶۰۰	امۃ اللہ صاحبہ (نومسلمہ) زوجہ محمد عبد اللہ صاحب نومسلم	قادیان
۱۶۰۱	محمد بخش صاحب	سندھ
۱۶۰۲	غلام نبی صاحب	ضلع لائل پور
۱۶۰۳	سلطان احمد صاحب	سرگودہا
۱۶۰۴	چوہدری بہادر خان صاحب نمبردار	ضلع شیخوپورہ
۱۶۰۵	چوہدری شہامت علی خان صاحب	"
۱۶۰۶	چوہدری زنگ علی خان صاحب	"
۱۶۰۷	غلام محمد صاحب	" لائل پور
۱۶۰۸	فاطمہ بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۱۶۰۹	مسمات باسبانو صاحبہ	"
۱۶۱۰	عزت بی بی صاحبہ	"
۱۶۱۱	زکریا صاحب	جاوا
۱۶۱۲	سوتن صاحب	"
۱۶۱۳	سید سعید حسین صاحب	اٹاوہ۔ یو۔ پی
۱۶۱۴	مسمات بیگم صاحبہ	ضلع لاہور
۱۶۱۵	ثناء اللہ صاحب	کشمیر
۱۶۱۶	میاں فضل الرحیم صاحب	پشاور (باقی)

قابل توجہ تجویز

ایک ہمدرد بزرگ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ہر مقام پر سکرٹری صاحبان معہ چند معززین بطور وفد پھر کر الفضل۔ مصباح۔ ریویو اردو کے خریدار مہیا کریں۔ میں اپنے احباب کو اس کار خیر کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ دیکھوں سب سے پہلے کونسا مقام یہ نیک مثال قائم کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر بخشے گا۔

ماہواری چندوں کے ساتھ بھی ماہوار قیمت اخبار و رسالے کی ادا ہو سکتی ہے بشرطیکہ اہتمام رکھا جائے۔

(مہتمم طبع و اشاعت قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کا اجلاس ۲۲ر اگست کو شملہ میں شروع ہوا۔ غیر سرکاری ارکان کی حاضری بہت کم تھی۔ کیونکہ ان میں سے اکثر لندن میں ہیں۔ کلکتہ کانگرس کے موقعہ پر لاٹھی چارج۔ سرحد بمباری اور گاندھی جی کے متعلق بہت سے سوالات کئے گئے۔ ایک سوال یہ تھا۔ کہ اگر ڈاکٹروں نے رائے دی۔ کہ گاندھی جی کی زندگی خطرہ میں ہے۔ تو اس وقت حکومت کا رویہ کیا ہوگا اس کے جواب میں ہوم ممبر نے کہا۔ کہ گورنمنٹ اس وقت کچھ کہنے کو تیار نہیں۔ گاندھی جی کو مراعات دینے کے متعلق ہوم ممبر کے بیان کو ناکافی قرار دیتے ہوئے مسٹر مترا نے تحریک التوا پیش کرنے کا نوٹس دیا۔

سردار سردول سنگھ کولیشر قائم مقام صدر کانگرس کو ۲۲ر اگست کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ عدالت نے چھ ماہ قید اور پانصد روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں ایک ماہ قید مزید بھگتنی ہوگی۔

لائل پور سے ملحقہ ایک گاؤں میں کسان ایک حصہ دار کو نہر کا پانی استعمال کرنے سے روکتے تھے۔ اس نے افسران نہر سے شکایت کی۔ جنہوں نے پولیس کی امداد طلب کی اس پر ایک سب انسپکٹر اور چھ سپاہی بھیجے گئے۔ مگر دیہاتیوں نے چھویوں اور لاٹھیوں سے پولیس پر حملہ کر کے ایک سپاہی کو زخمی کر دیا۔ پولیس نے پندرہ فائر کئے۔ جن سے پانچ دیہاتی ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔

مسٹر اینڈریوز حکومت اور گاندھی جی کے مابین سمجھوتہ کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ پونہ سے ۲۲ر اگست کی خبر ہے۔ وہ ناکام ثابت ہوئی ہے۔ لہذا اب برت کا جاری رہنا لازمی ہے گاندھی جی کی حالت ابھی تک تشویشناک نہیں۔

مقدمہ سازش دہلی کو حکومت نے واپس لے لیا تھا لیکن بعض ملزموں پر عام عدالتوں میں مقدمات دائر تھے۔ آخری کورٹ کا فیصلہ ۲۲ر اگست کو سشن جج دہلی نے سنا دیا۔ اور بارود آتشگیر ایکٹ کے ماتحت ۳ ملزموں کو پانچ پانچ سال قید با مشقت کی سزا کا حکم سنایا

ریاست بہاولپور کے وزیر اعظم نے ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ بھٹی کے تیل نیز موٹر آئل وغیرہ کی ٹنگ ایجنسی کا اجارہ منسوخ کر دیا ہے

پشاور سے ایسٹرن ٹائمز کے نامہ نگار نے ۲۱ر اگست کو اطلاع دی ہے۔ کہ مہمند مکمل طور پر فوجی تیاریاں کر رہے ہیں حتی کہ نوجوان عورتوں کو بھی فوجی خدمات کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ افغانستان کے بعض قبائل بھی ان کی امداد کے لئے آئے ہیں۔

سرحدی علاقہ پر بمباری کے سلسلہ میں مسٹر صادق حسن ایم۔ ایل۔ اے نے ایک وفد کو ملاقات کا موقعہ دینے کی جو درخواست وائسرائے سے کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ ہز ایکسی لنسی نے اسے منظور کر لیا ہے۔

شنگھائی میں ایک انیٹی وار کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں شمولیت کے لئے جو برطانوی وفد جا رہا ہے۔ اسے حکومت جاپان نے ساحل جاپان پر اترنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

حکومت چین نے اپنے ٹیلی گراف اور ٹیلی فون کے محکموں کی کفالت پر جاپان سے ایک خطیر رقم بطور قرض لی تھی۔ ٹوکیو سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت جاپان نے فیصلہ کیا ہے کہ ان محکموں پر زبردستی قبضہ کر لے۔ کیونکہ چین کے وزیر خزانہ نے اب انگلینڈ اور امریکہ سے قرض لینے کا انتظام کیا ہے۔

کوروکشیتر کے میلہ کے موقعہ پر بقول ملاپ ۲۴ر اگست ایک ہندو راجہ نے اپنی محبوب رانی ایک پروہت کو دان کر دی اور پھر اس سے دس ہزار روپیہ میں خریدنا چاہی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور رانی نے بھی اپنی اس قدر کم قیمت پر احتجاج کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ راجہ نے ایک خطیر رقم دے کر اسے واپس لیا۔

نان چنگ سے ۲۲ر اگست کی خبر ہے کہ چینی فوجی افسروں سے بھری ہوئی ایک سپیشل گاڑی وسط چین کی کمیونسٹ گورنمنٹ کے مقابلے کے لئے بھیجی جا رہی تھی۔ کہ دریائے یانگسی کے پل سے گذرتے وقت گاڑی پٹڑی سے اتر کر دریا میں گر پڑی۔ جس سے ۹۱ افسر ہلاک اور دو سو مجروح ہوئے۔ ریلوے کے متعدد ملازمین غفلت کے الزام میں قتل کر دئے گئے ہیں۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ شاید یہ کمیونسٹوں کی شرارت ہو۔

گندم کانفرنس کا افتتاح لندن میں ۲۱ر اگست کو ہوا جس میں ۳۱ ممالک کے نمائندے شامل ہو رہے ہیں۔ کینیڈا کے وزیر اعظم مسٹر بینٹ اس کے صدر ہیں۔ کانفرنس نے ایک سب کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو سمجھوتہ کے مسودہ کی تفصیلات پر غور کرے گی۔

یمن کے علاقہ میں یوروپین لوگوں نے جو تجارت اور صنعت و حرفت کے سلسلہ میں وہاں آباد ہیں۔ اپنے لئے ناچ گھر اور سینما ہال وغیرہ کھول رکھے ہیں۔ سادہ لوح عرب بھی ان میں دلچسپی لینے لگے تھے۔ لیکن امام یمن نے حکم دیدیا ہے کہ اگر کوئی عرب ایسے مقامات پر جائیگا۔ تو سزائے قید و جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔

ایران میں افیون خوری کی کثرت ہے۔ لیکن حکومت پہلوی نے حکم دیا ہے کہ سب لوگ چھ ماہ کے اندر اندر اس عادت کو ترک کر دیں۔ ورنہ اس کے بعد جو شخص افیون استعمال کریگا اسے سخت سزا دی جائے گی۔

پشاور سے ۲۱ر اگست کی خبر ہے کہ حکومت سرحد نے صوبہ کے تیس سرکردہ اشخاص کو جودھ پور کے قریب کسی مقام پر نظر بند کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان پر والئے افغانستان کے خلاف شورش برپا کرنے والوں کو پناہ دینے کا الزام ہے۔

گاندھی جی کو ۲۳ر اگست پونے چار بجے بعد دوپہر غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا۔ آپ نے رہائی کا حکم سنتے ہی سنگترہ کا رس پی کر برت کھول دیا۔ اس کے بعد آپ کو سٹریچر پر ڈال کر پرن کٹی میں پہنچا دیا گیا۔ رہائی عین اس وقت عمل میں آئی۔ جب اسی موضوع پر مسٹر مترا کی تحریک التوا اسمبلی میں زیر بحث تھی

حیدرآباد میں حال میں ایک ہندو تعلیم یافتہ لڑکی مس کرپلانی نے اسلام قبول کر کے ایک مسلم نوجوان سے شادی کر لی ہے۔ ہندوؤں کی طرف سے اس کی واپسی کے لئے عدالت میں دعوی دائر ہے۔ اور چونکہ دونو اقوام کے تعلقات کشیدہ ہیں اس لئے ۲۳ر اگست سے ایک ماہ کے لئے شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

اسمبلی میں ۲۲ر اگست کو مسٹر لال چند نول رائے نے دریافت کیا۔ کہ کیا گورنمنٹ کا منشا ہے۔ کہ کانگرس ہمیشہ کے لئے سول نافرمانی کا حق ترک کر دے۔ اس کے جواب میں ہوم ممبر نے کہا۔ کہ حکومت کا یہ مطالبہ ہرگز نہیں۔ کہ کانگرس وعدہ کرے کہ آئندہ سو یا پچاس سال کے اندر کبھی بھی یہ ہتھیار استعمال نہ کیا جائے گا۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ دیانتداری کے ساتھ اس وقت غیر مشروط طور پر اسے ترک کر دیا جائے۔

نام نہاد جمیعتہ العلماء ہند (دہلی) کا ایک اجلاس ۲۱ر اگست کو مراد آباد میں ہوا۔ جس میں طویل بحث کے بعد فیصلہ کیا گیا۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک واپس لے لی جائے۔ آئندہ کے لئے پروگرام تجویز کرنے کی غرض سے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کیلئے بہت دانشمندانہ تجویز سوچی

لکھنؤ سے نہایت دردناک خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک ہندو بیوہ اپنے سسرال والوں کی بدسلوکی سے تنگ آ کر میکے چلی گئی۔ مگر وہاں بھی اس کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا گیا۔ آخر اس نے اپنی تین خورد سالہ لڑکیوں کو کمر سے باندھ کر اور ایک لڑکے کو گود میں لے کر ایک تالاب میں چھلانگ لگا دی۔ جہاں اگلے روز ان سب کی لاشیں ایک دوسرے کے ساتھ لپٹی ہوئی ملیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی